نقطۂ نظر

ڈاکٹر محمد غطریف شہباز ندوی

کیا انسان اللہ کا خلیفہ ہے: ایک قرآنی مطالعہ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

یہ بات کہ انسان اللہ کا خلیفہ ہے، متعدد مفسرین نے کہی ہے۔اور یہ انھوں نے آیت کریمہ 'اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً' (البقرہ۲: ۳۰) کی تفسیر کرتے ہوئے کہی ہے۔آیت کا ترجمہ ہے کہ ''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں''۔ اگرچہ اس میں یہ وضاحت نہیں کہ کس کا خلیفہ، لیکن اردو کے متعدد مترجم اس کو اللہ کا خلیفہ گردانتے ہیں اور بعض مترجم تو آگے بڑھ کر صاف صاف یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ ''میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں''۔ مولانا احمد رضا خاں نے یہی ترجمہ آیت مذکورہ کا کیا ہے۔ تاہم ان حضرات کے ہاں یہ ایک سادہ سا خیال ہے، وہ اس سے کوئی فکری فلسفہ برآمد نہیں کرتے۔ ہاں اہل تشیع اس خیال سے اپنے مزعومہ ائمہ معصومین کی معصومیت اور عظمت پر استدلال کرتے ہیں۔ موجود دور میں مولانا مودودی اور ان کی متابعت میں سید قطب نے دین کی نئی تفہیم وتشریح کی جس کو بہت سے اہل علم نے بجا طور پر دین کی سیاسی تعبیر کہا ہے۔[1] اس سلسلہ میں مولانا مرحوم نے قرآن کی چار بنیادی اصطلاحوں میں الٰہ، دین، رب اور عبادت کی لغوی تحقیقات کے ذریعہ ان الفاظ کی نئی تشریح کی ہے اور ان کو اپنے فہم دین کہ ''حکومت الٰہیہ (اقامت دین) ہی انبیا کی بعثت کا بنیادی مقصد ہے''، کا مبنی بنایا ہے۔ اسی سلسلہ میں

---

[1] مولانا علی میاں ندوی، ''عصر حاضر میں دین کی نئی تشریح پر ایک نظر'' (عربی ترجمہ التفسیر السیاسی للاسلام)؛ مولانا محمد منظور نعمانی، ''مولانا مودودی کے ساتھ میری رفاقت اور اب میرا موقف''؛ مولانا وحید الدین خاں، ''تعبیر کی غلطی''؛ شیخ محمد سلیمان القائد، ''الخطأ فی التفسیر'' اور مولانا سلطان احمد اصلاحی، ''مسئلہ حاکمیت الٰہ کا تنقیدی جائزہ''۔ نیز جناب جاوید احمد غامدی صاحب نے بھی اپنی کئی نگارشات میں اس پر روشنی ڈالی ہے، مثلاً ملاحظہ ہو ''مقامات''، شائع کردہ المورد لاہور پاکستان۔

انھوں نے سورۃ البقرہ کی مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر بھی کی، جس کے مطابق ہر انسان بالفعل اللہ کا خلیفہ ہے اور جن افراد اور قوموں کے پاس اقتدار آ جاتا ہے وہ اس کے بالقوۃ خلیفہ ہوتے ہیں۔ تاہم یہ منصب اہل ایمان کا ہے کہ وہ اس کے خلیفہ بنیں اور استخلاف فی الارض کی ضروری شرائط پوری کریں تبھی ان کو امامت کبریٰ یا دنیا کا اقتدار ملے گا وغیرہ۔ اس منطق سے فرعون ونمرود اور ابوجہل اور ابولہب بھی خدا کے خلیفہ ٹھیرتے ہیں اور ان جیسے اور سرکش شیاطین بھی!

مولانا مودودی اور سید قطب کی تبعیت میں جماعت اسلامی اور اخوان المسلمون نے جو لٹریچر پیدا کیا ہے، اس میں بڑی کثرت سے اس بات کو دہرایا گیا ہے کہ ''انسان اللہ کا خلیفہ ہے، اس کے سر پر خلافت الٰہیہ کا تاج رکھا گیا ہے'' وغیرہ وغیرہ۔ ان حضرات نے اس کو ایک دینی مسلمہ اور اجماعی مسئلہ مان لیا ہے۔ اس سلسلہ میں مفسرین کی جو دوسری آرا موجود ہیں، ان کا یہ حضرات بہت سرسری ساذکر کر کے گزر جاتے ہیں۔ مزید برآں ان کے علاوہ اور علما و مصنفین کی اکثریت بھی شعوری و غیر شعوری طور پر اب اس مفروضہ کو مانتی ہے۔ اسی پس منظر میں آیتِ خلافت کے سلسلہ میں چند سطور پیش کی جا رہی ہیں۔[۲]

مسئلہ اسماء وصفات الٰہیہ کا ہے جو توقیفی ہیں، ان کے بارے میں اپنے اجتہاد سے کوئی دعویٰ کر دینا صحیح رویہ نہ ہو گا۔ جتنا بڑا دعویٰ ہوتا ہے، اس کی اتنی ہی بڑی دلیل بھی ہونی چاہیے۔ اس لحاظ سے جب ہم غور کرتے ہیں کہ کیا انسان کے خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کی کوئی مضبوط دلیل قرآن یا سنت میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟ تو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ نہ قرآن میں اس دعویٰ کی کوئی دلیل ہے (نص صریح تو بالکل نہیں البتہ مذکورہ آیت کا بہت سے مفسرین کا فہم ہے، جو اجتہادی ہوتا ہے منصوص نہیں اور اس سے دلائل کی روشنی میں اختلاف کیا جا سکتا ہے) اور نہ حدیث میں اس کی کوئی دلیل ہے۔ صحیح حدیث میں تو یہ دعا بھی آئی ہے: 'اللّٰهم اخلفني في أهلي'[۳] (اے اللہ، میرے غائبانہ میں

۲۔ پروفیسر صبیح الدین انصاری نے اپنی دو کتابوں: ا۔ ''کیا انسان اللہ کا خلیفہ ہے'' ۲۔ ''مولانا مودودی کا تصور خلافت، تفہیم القرآن اور تفہیمات'' کے خصوصی حوالہ سے (مکتبہ الفوزان بٹلا ہاؤس جامعہ نگر نئی دہلی) میں تفصیل سے مولانا مودودی کے تصور خلافت کا ناقدانہ جائزہ لیا ہے)۔ نیز پروفیسر الطاف احمد اعظمی نے اپنی ناقدانہ کتاب: ''احیاء دین اور تین دینی جماعتیں'' میں تفصیل سے اس تصور پر نقد کیا ہے۔

۳۔ یہ ٹکڑا اس لمبی دعا کا حصہ ہے جو طائف کے دعوتی سفر سے واپسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ (تہذیب سیرۃ ابن ہشام ۹۷) اس کے علاوہ ایک نبوی دعا ان الفاظ میں آئی ہے: 'اللّٰهم أنت الصاحب في السفر والخليفة في الأهل'، (صحیح مسلم) 'اللّٰهم أنت الصاحب في السفر والخليفة في الأهل اللّٰهم اصحبنا في سفرنا واخلفنا

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

میرے گھر والوں کی نگہبانی فرمانا)۔اس حدیث سے تو مذکورہ تصور خلافت کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو کسی انسان کا خلیفہ ہونے سے رہا۔اس کے علاوہ ''مسند احمد'' اور دوسری کتابوں میں یہ حدیث بھی آئی ہے کہ کسی نے حضرت ابوبکر کو 'یا خلیفة اللّٰه' کہہ کر پکارا تو آپ نے اس کو ناپسند کیا اور اس کی تصحیح کرتے ہوئے کہا کہ: 'لست بخليفة اللّٰه ولكني خليفة رسول اللّٰه'[4]۔

درست ہے کہ اکثر مفسرین اور علما یہ کہتے ہیں کہ انسان اللہ کا خلیفہ ہے۔تاہم یہ ان حضرات کی اپنی رائے ہے۔ اس کے بالمقابل دوسری رائے بھی سلف سے منقول ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اللہ کا خلیفہ نہیں ہے، بلکہ یا تو جنوں کا خلیفہ ہے جو انسان سے پہلے دنیا میں آباد کیے گئے تھے یا ایک انسان دوسرے انسان کا اور ایک قوم دوسری قوم کی خلیفہ ہے۔امام ابن تیمیہ نے اپنے ''الفتاویٰ'' میں اس بارے میں بڑا سخت موقف اختیار کیا ہے، وہ کہتے ہیں: 'من جعل له خليفة فهو مشرك به'[5] (مجموعہ الفتاویٰ ۲/۵۵۲) ''جو شخص انسان کو اللہ کا خلیفہ مانتا ہے، وہ اس کے ساتھ شرک کرتا ہے۔''

پہلی تنقیح: عربی زبان کے تمام لغات و معاجم اس پر متفق ہیں کہ خلیفہ وہ ہے جو 'من يخلف غيره': کسی دوسرے کے بعد آئے، اس کی جگہ لے۔(مادہ خ ل ف مادہ سلف کا مقابل ہے)۔'خلف ضد القدام مثلًا يعلم ما بين أيديكم وما خلفكم و خلف ضد تقدم و سلف'[6] یہ بھی واضح رہے کہ عربی زبان کی مخصوص نزاکت اور انفرادیت یہ ہے کہ مادہ (root) کے تمام مشتقات میں اس کی اصل حقیقت کا پایا جانا ضروری ہے۔لہٰذا خلف سے جتنے مشتقات بنیں گے، ان میں اس کا بنیادی مفہوم کسی نہ کسی شکل میں موجود ہونا چاہیے۔رات و دن ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں: اسی لیے قرآن ان کو کہتا ہے: 'خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا'[7] 'خَلَف' (لام کے فتحہ کے ساتھ) عموماً اچھے اور 'خَلْف' (بسکون لام) برے جانشین کے لیے آتے ہیں۔ برے جانشین کے لیے

في أهلنا' (الفتاویٰ الکبریٰ، ابن تیمیہ ۲/۵۵۲)۔

[4] 'عن أبي مليكه أن رجلًا قال لأبي بكر الصديق رضى اللّٰه عنه: يا خليفة اللّٰه، فقال: أنا خليفة محمد ﷺ و أنا راض بذالك'۔ اس کے علاوہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا اسی طرح کا ایک واقعہ پروفیسر محمد صبیح الدین انصاری نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو: کیا انسان اللہ کا خلیفہ ہے ص ۸۷۔

[5] شیخ الاسلام ابن تیمیہ، الفتاویٰ الکبریٰ، ۲/ ۵۵۳۔

[6] ص ۱۵۵، المفردات فی غریب القرآن للراغب الاصفہانی دار المعرفہ بیروت۔

[7] الفرقان ۲۵: ۶۲۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

'خَلَف' کا استعمال قرآن نے کیا ہے۔ 'فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا'[8]۔

دوسری تنقیح: نائب اور جانشین، دونوں اپنے متبادر معنوں میں ایک نہیں ہیں، بلکہ الگ الگ معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ جانشینی میں کسی کے بعد کا یا عدم موجودگی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور بعدیت اور عدم موجودگی کا مفہوم جانشینی سے اس طرح لپٹا ہوا ہے کہ اس سے اس کو الگ نہیں کیا جا سکتا ہے، کہ اس کے بغیر جانشینی کا تصور ہی بے معنی ہے۔ اپنی زندگی میں کوئی صاحب امر کسی کو اپنا جانشین نامزد کرتا یا مقرر کر دیتا ہے تو اس کو ولی العہد کہتے ہیں۔ اردو کے بعض مفسرین نے بھی اسی معنی میں آدم علیہ السلام کو اللہ کا خلیفہ یا ولی العہد بتایا ہے[9]۔ جہاں تک نیابت کی بات ہے تو اس میں عدم موجودگی یا بعدیت کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ کسی کی زندگی میں بھی اس کا نائب ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے، نائب السلطنت، نائب صدر، نائب مدیر وغیرہ اسی لحاظ سے بولے اور استعمال کیے جاتے ہیں۔ یعنی نیابت جانشینی سے کم درجہ کی چیز ہے، نیابت میں آدمی اپنے بعض اختیارات نائب کو دے دیتا ہے، جب کہ جانشینی میں منسوب عنہ کے اصل اختیارات جانشین کو مل جاتے ہیں۔ ان دونوں ہی معنوں میں اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق درست نہ ہوگا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ مولانا مودودی، سید قطب اور مولانا امین اصلاحی وغیرہ نے انسان کو اللہ کا خلیفہ قرار دینے کی توجیہ یہی بیان کی ہے کہ اللہ نے انسان کو آزمانے کے لیے اس کو کچھ اختیارات دیے ہیں، لیکن یہ حضرات یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ کون سے خدائی اختیارات انسان کو دیے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کوئی اختیار کسی انسان کو نہیں دیا، بلکہ شارع تک بھی کسی نبی کو نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے تنہا زمین و آسمان اور پوری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ ان کے پورے نظام کو وہ تنہا چلا رہا ہے۔ وہی ہوائیں چلاتا ہے، بارشیں برساتا ہے، روزی دیتا ہے، وہی مارتا ہے، جلاتا ہے، وہی بیماری و شفا دیتا ہے وغیرہ۔ کیا کوئی انسان ان چیزوں میں اللہ کا شریک ہو سکتا ہے! یقیناً اللہ نے کائنات کو انسان کے لیے مسخر کیا ہے اور کائنات کی بہت ساری اشیا انسان کی خدمت کرتی ہیں۔ اور انسان اپنی قوت عقلی سے کام لے کر ان کو مسخر کرتا چلا جا رہا ہے۔ دراصل ان حضرات کو اسی تسخیر کائنات اور انسان کی متمدن زندگی اور انسان کی زندگی کے امور کی تنظیم سے اشتباہ لگا ہے، حالاں کہ امور زندگی کی تنظیم کے لیے اللہ تعالیٰ کو کسی کو اپنا خلیفہ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لیے صرف عقل سے کام لینا اور تمدن کا شعور ہونا کافی ہے جو انسان کے اندر بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے۔

۸؎ مریم ۱۹:۵۹۔

۹؎ ملاحظہ ہو تفسیر عثمانی بر ترجمہ شیخ الہند حاشیہ نمبر ۵ شائع کردہ سعودی عرب، البقرہ ۲:۳۰۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

تیسری تنقیح: اب لفظ 'خلیفہ' پرغور کیجیے۔ اس کے اصل اور متبادر معنی جانشین کے ہیں، نائب کے معنوں میں اس کا استعمال کم ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مجازاً خلیفہ کو نائب کے معنی میں بھی استعمال کرلیا جاتا ہے۔ امام ابوجعفر طبری اور راغب اصفہانی اور ان کی متابعت میں بہت سارے مفسرین نے نائب کے معنی لیے ضرور ہیں، مگر امام ابوجعفر طبری یا راغب اصفہانی لغت، قرآن وحدیث سے اس کی کوئی دلیل نہیں دیتے، بلکہ اپنے قیاس سے یہ کہتے ہیں کہ انسان کو خلیفۃ اللہ اس کی تشریف واعزاز کے لیے کہا گیا ہے۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں[10]: 'و الخلافة النيابة عن الغير إما لغيبة المنوب عنه وإما لموته وإما لعجزه و إما لتشريف المستخلف وعلى هذا الوجه الأخير استخلف اللّٰه أولياء ه في الأرض، قال تعالیٰ: هُوَ الَّذِیُ جَعَلَكُمُ خَلَائِفَ فِی الُاَرُضِ'۔ خلافت غیر کی نیابت کو کہتے ہیں، یا تو اس وجہ سے کہ منوب عنہ غائب ہے یا مرگیا ہے یا وہ عاجز ہوگیا ہے اور یا جس کو خلیفہ بنایا جارہا ہے، اس کو عزت دینا مقصود ہے، اور اسی آخری معنی میں اللہ نے زمین میں اپنے اولیا کو خلیفہ بنایا ہے جیسا کہ فرمایا: اسی نے تم کو زمین میں جانشین بنایا۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

عام معنوں میں نیابت یہ ہے کہ بادشاہ، صاحب امر یا ذمہ دار یا عام آدمی بھی اپنے کام میں کسی دوسرے کو اپنا نائب، وکیل یا مختار بنادے اپنے اختیارات اور مناصب میں سے کچھ اسے تفویض کردے۔ اور جانشینی یہ ہے کہ جانشین کو اپنے منوب عنہ کے اختیارات مل جائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ چیزیں مخلوق کے مابین تو متصور اور معمول بہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے بارے میں تو ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ سوال یہ ہے کہ کیا آدم یا بنی آدم کو ولی عہد مقرر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) کہیں چلا گیا کہ آدم یا بنی آدم اب اس کے جانشین ہوگئے؟ یا اللہ نے انسان کو ''اپنا کوئی عہدہ یا اختیار'' دے دیا ہے کہ انسان کو اس کا نائب کہا جاسکے؟ اس لحاظ سے یہاں خلیفہ کے معنی جانشین یا نائب، دونوں ہی لینا عقلاً محال اور غلط ہے۔ کسی منطق کے زور پر اسے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ انسان کو اللہ کا خلیفہ بتانے والے یہ معنی مراد نہیں لیتے جو آپ بتارہے ہیں، میں کہوں گا کہ ممکن ہے کہ واقعی میں ایسا ہی ہو، تاہم جب کسی کو کسی کا جانشین یا نائب قرار دیں گے تو اس کا متبادر مفہوم یہی نکلے گا جس سے ہم نے اوپر بحث کی ہے۔ انسانی ذہن سب سے پہلے متبادر معنی ومفہوم ہی کی طرف دوڑتا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے الفاظ واصطلاحات بولے ہی کیوں جائیں جن سے اشتباہ پیدا ہوتا ہو؟

انسانوں کو اللہ کا خلیفہ ماننے کی بات اتنی سادہ ہے بھی نہیں، بلکہ اس کی فلسفیانہ اساس اگر ڈھونڈی جائے تو اس

۱۰۔ المفردات فی غریب القرآن للراغب الاصفہانی دارالمعرفہ ص۱۵۶۔

کے ڈانڈے تصوف کی اس روایت میں مل جاتے ہیں جس کے مطابق انسان اپنی صورت وحقیقت میں خدا کی ذات کا پرتو ہے، بلکہ بعض تو صاف صاف کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کے وجود کا ہی ایک ٹکڑا ہے (معاذ اللہ) اور بالآخر اسی میں مل جائے گا۔ مختلف فلسفوں میں اس فکر کو حلول اور اتحاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وجودی فلسفۂ تصوف جس کو بہت سے صوفیا تصوف کے مغز اور روح سے تعبیر کرتے ہیں، اس کے سوا اور کیا ہے[11]؟

انسان اللہ کا خلیفہ ہے، اس تصور کو پھیلانے میں بھی سب سے زیادہ ہاتھ متصوفین ہی کا رہا ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ اکثر مفسرین مذکورہ آیت کریمہ کا یہی معنی لیتے آرہے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ یقیناً ایسا ہی ہے، لیکن ضروری تو نہیں جو چیز مشہور ہو جائے، وہ صحیح ہو اور واقع کے مطابق بھی۔ کتنے ہی مشہور واقعات اسرائیلی روایات یا ضعیف حدیثوں کی وجہ سے مشہور ہو گئے ہیں اور آج تحقیق سے ان کا غلط ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ سوال کیا جا سکتا ہے کہ پھر انسان کی حیثیت دنیا میں کیا ہے۔ خاکسار عرض کرے گا کہ قرآن وسنت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انسان اللہ کی مخلوق ہے، اس کا عبد ہے اور اس کا عبد ہونا ہی معراج انسانیت ہے۔ اللہ نے اُسے بہت اہتمام سے پیدا فرمایا جس کو: 'خَلَقْتُ بِيَدَيَّ'[12] سے تعبیر فرمایا، اسے عقل وشعور دیا، علم الاسماء سے نوازا اور فرشتوں کا مسجود بنایا۔ اسے نیکی وبدی کے راستے دکھائے: 'وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ' (البلد ۹۰: ۱۰)، اللہ نے اپنی بہت سی مخلوقات پر اُسے شرف و عظمت دی ہے۔ فرمایا: 'وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ... وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا'[13] لیکن انسان کو عقل وشعور اور آزادی عمل جو دی گئی ہے یا کائنات کی بہت سی اشیا اس کے لیے مسخر کی گئی ہیں یا اور نعمتیں انسان کو دی گئی ہیں، وہ بربنائے نیابت الٰہیہ نہیں، بربنائے امتحان دی گئی ہیں: 'لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا'[14]۔ اس لحاظ سے انسان کی حیثیت خلیفۃ اللہ کی نہیں محکوم ومامور کی ہے۔ اللہ کے احکام کے مطابق ہی اس کو اپنے معاملات دنیا کی تنظیم کرنی چاہیے۔ تاہم یہ تنظیم امر یا حکومت خلافت کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس وجہ سے ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے، کیونکہ تنظیم امر اور انسان کی انسان پر حکومت کو بربنائے خلافت مان لیا جائے تو ایسی حکومت وتنظیم امور تو دوسری مخلوقات

---

[11] دیکھیے: ''وحدت الوجود ایک غیر اسلامی نظریہ''، پروفیسر الطاف احمد اعظمی۔

[12] ملاحظہ ہو سورۂ ص ۳۸: ۷۵۔ اس کے علاوہ تکریم بنی آدم کا ذکر بنی اسرائیل (۱۷: ۷۰) میں بھی کیا گیا ہے: 'وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ... وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا'۔

[13] بنی اسرائیل ۱۷: ۷۰۔

[14] الملک ۶۷: ۲۔

میں بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً چیونٹیوں میں دقیق تنظیم امر پائی جاتی ہے تو کیا ان کو بھی اللہ کا خلیفہ مانا جائے گا؟

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ نظریہ جو بہت سارے مفسرین کرام اور علما نے اختیار کیا ہے کہ انسان اللہ کا خلیفہ ہے، کیا خود قرآن وحدیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ صحیح یا غلط اس نظریہ کا ماخذ بالعموم آیت کریمہ: 'اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً' (البقرہ ۲:۳۰) کو بنایا جاتا ہے۔ سورۂ بقرہ مدنی ہے، اس سے قبل بھی مکی آیتوں میں اس لفظ کا یا اس کے مشتقات کا تذکرہ آ چکا ہے۔ چونکہ تفسیر کا مسلمہ اصول ہے کہ 'القرآن یفسر بعضه بعضًا' (قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تفسیر کرتا ہے) تمام مفسرین مانتے ہیں کہ قرآن کا مفہوم متعین کرنے کا سب سے اشرف ترین ذریعہ قرآن ہے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں: 'فإن قال قائل: فما أحسن طرق التفسير؟ فالجواب: إن أصح الطريق في ذلك أن يفسر القرآن بالقرآن فما أجمل في مكان فإنه بسطه في موضوع آخر'[15]۔

لہٰذا مذکورہ ارشاد الٰہی کے صحیح مفہوم تک پہنچنے کے لیے ان مکی سورتوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے جن میں خلافت یا استخلاف کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اور ان کا سیاق وسباق خود بتا دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس کس کو خلیفہ بنایا اور کس کس کا بنایا۔ یہ آیات کل ۱۲ ہیں اور سورۂ نور کی آیت استخلاف کو چھوڑ کر باقی سب مکی سورتوں میں آئی ہیں۔ واضح رہے کہ خلف اور اس کے مشتقات کا استعمال درج ذیل آیتوں کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر ہوا ہے۔ ان آیات کے ترجمے ہم نے قصداً انھی مترجمین ومفسرین کے لیے ہیں جو انسان کو اللہ کا خلیفہ مانتے ہیں، تاہم ذیل کی آیات میں کوئی بھی خلیفہ، خلافت اور استخلاف کا ترجمہ اس نظریہ کے تحت نہیں کرتا، بلکہ سب یہی بات کہتے ہیں کہ ایک قوم کی جگہ دوسری قوم کو اس کی جانشین بنا دیا۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم سے کہتے ہیں: 'وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ' (الاعراف مکیہ ۷:۷۴) ''اور وہ وقت یاد کرو کہ خدا نے تمھیں قوم عاد کے بعد اُس کا جانشین بنایا'' (ترجمہ ابوالکلام آزاد)۔ 'خلفاء' 'خلیفہ' کی جمع ہے۔

۲۔ حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں: 'وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ' (الاعراف مکیہ ۷:۶۹) ''خدا کا یہ احسان یاد کرو کہ اپنی قوم نوح کے بعد تمھیں اس کا جانشین بنایا'' (ترجمہ ابوالکلام آزاد)۔

۳۔ ایک اور جگہ ہود علیہ السلام اپنی قوم سے کہتے ہیں: 'وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ' (ہود مکیہ ۱۱:۵۷) ''مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے کہ میرا پروردگار کسی دوسرے گروہ کو تمھاری جگہ دے دے گا'' (ترجمۂ مذکور)۔

۱۵؎ تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، الجزء الاول، مکتبۃ التجاریۃ مصر، ص ۳۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۴۔حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کی تکذیب کی،اس پر عذاب آیا،اس بارے میں فرمایا:'فَنَجَّیۡنٰہُ وَ مَنۡ مَّعَہٗ فِی الۡفُلۡکِ وَ جَعَلۡنٰہُمۡ خَلٰٓئِفَ'(یونس مکیہ ۱۰:۷۳)''پس ہم نے اُسے (نوح کو) اوران لوگوں کو جو اس کے ساتھ کشتی میں سوار تھے (طوفان) سے بچایا اور غرق شدہ قوم کا جانشین بنایا''(ترجمۂ مذکور)۔

۵۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ 'عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یُّہۡلِکَ عَدُوَّکُمۡ وَ یَسۡتَخۡلِفَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ'(الاعراف مکیہ ۷:۱۲۹)''قریب ہے کہ تمھارا پروردگار تمھارے دشمن کو ہلاک کردے اور تمھیں ملک میں اس کا جانشین بنائے پھر دیکھے (اس جانشینی کے بعد) تمھارے کام کیسے ہوتے ہیں''(ترجمۂ مذکور)۔

۶۔عہد نبوی کے لوگوں سے خطاب ہوا:'ھُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ'(فاطر مکیہ ۳۵:۳۹)''وہی ہے جس نے تم کو زمین میں آباد کیا''(ترجمۂ مولانا محمد جوناگڑھی)۔''وہی ہے جس نے تم کو زمین میں قائم مقام کیا''(ترجمہ شیخ الہند)۔حاشیہ میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے وضاحت کی ہے:یعنی اگلی امتوں کی جگہ تم کو زمین میں آباد کیا اور ان کے بعد ریاست دی۔

۷۔'وَیَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ'(النمل مکیہ ۲۷:۶۲)''اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین پر''(ترجمہ شیخ الہند)۔

۸۔'وَھُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ'(الانعام مکیہ ۶:۱۶۵)''اور وہی ہے جس نے تمھیں (ایک دوسرے کا) زمین میں جانشین بنایا''(ترجمۂ آزاد)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۹۔'ثُمَّ جَعَلۡنٰکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ لِنَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ'(یونس مکیہ ۱۰:۱۴)''پھر ان امتوں کے بعد ہم نے تمھیں ان کا جانشین بنایا تاکہ دیکھیں کہ تمھارے کام کیسے ہوتے ہیں''(ترجمۂ مذکور)۔

۱۰۔'اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡہِبۡکُمۡ وَ یَسۡتَخۡلِفۡ مِنۡۢ بَعۡدِکُمۡ مَّا یَشَآءُ کَمَاۤ اَنۡشَاَکُمۡ مِّنۡ ذُرِّیَّۃِ قَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ'(الانعام مکیہ ۶:۱۳۳)''اگر وہ چاہے تو تمھیں ہٹا دے اور تمھارے بعد جس گروہ کو چاہے تمھارا جانشین بنادے جس طرح ایک دوسرے گروہ کی نسل سے تمھیں اٹھا کھڑا کیا ہے''۔

۱۱۔'وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ'(النور مدنی ۲۴:۵۵)۔مولانا آزاد نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے:''جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں اور ان کے عمل بھی اچھے ہیں ان سے اللہ کا وعدہ پورا ہوا کہ زمین کی خلافت (یعنی اقتدار) انھیں عطا فرمائے گا اُسی طرح جس طرح ان لوگوں کو دے چکا ہے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں''۔مولانا صلاح الدین یوسف نے اس آیت

کی تفسیر میں استخلاف سے مراد وہ غلبہ واقتدار لیا ہے جو خلافت راشدہ کے زمانہ اور مابعد میں مسلمانوں کو دوسری قوموں پر ملا ہے (ملاحظہ ہو: ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی وتفسیر صلاح الدین یوسف شائع کردہ سعودی عرب)۔

۱۲۔ یہ تو قوموں کی بات ہوئی کہ ایک قوم یا گروہ کے بعد کسی دوسری قوم یا گروہ نے اُس کی جگہ لی۔ اس کے علاوہ مخصوص اشخاص وافراد کا جہاں تک تعلق ہے تو غالباً قرآن میں صرف حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں واضح طور پر آیا ہے کہ ان کو ''زمین میں خلافت دی گئی'' فرمایا: 'یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ' (ص مکیہ ۳۸: ۲۶)۔

واضح رہے کہ لفظ 'خلیفہ' بعینہٖ قرآن میں انھی دو جگہوں میں آیا ہے، ایک سورۂ بقرہ میں اور ایک یہاں، یعنی سورۂ ص میں۔ یہاں سوال یہ ہوگا کہ حضرت داؤد کو کس کا خلیفہ بنایا گیا تو علامہ شوکانی نے اس کا جواب یہ دیا ہے: أي و قلنا له (یاداؤد إنا) استخلفناك على الأرض أو جعلناك خليفة لمن بعدك من الأنبياء لتأمر بالمعروف و تنهى عن المنكر[۱۶]۔ یعنی ہم نے ان سے کہا کہ اے داؤد، ہم نے تم کو زمین پر خلافت دی یا یہ مطلب ہے کہ ہم نے تم کو تم سے پہلے کے انبیا کا خلیفہ بنایا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لیے۔

یہ بارہ آیتیں ہیں جو خلیفہ، خلافت واستخلاف کے قرآنی استعمالات کی نظیر ہیں۔ ان کے علاوہ بھی قرآن وحدیث میں بعض اور جگہوں پر بھی اس لفظ کا استعمال ہوا ہے، تاہم کہیں بھی مروجہ مفہوم مراد نہیں لیا گیا، اسی طرح ان میں سے کسی بھی آیت میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ فلاں قوم یا فلاں گروہ یا فلاں فرد کو اللہ تعالیٰ نے ''اپنا جانشین یا خلیفہ مقرر کیا ہے''۔ ان آیتوں سے بالکل واضح ہے کہ زمین میں جانشین کر دینے کا مطلب ہے: ''کسی قوم یا فرد کو کسی پہلی اور سابق قوم کی جگہ آباد کر دینا یا کسی پہلی قوم یا سابق گروہ سے اقتدار لے کر دوسری قوم کو دے دینا''۔ لہٰذا آیت: 'اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً' میں بھی زمین کی خلافت سے مراد یہی جانشینی ہونی چاہیے اور زمین کے حوالہ سے خلافت یا جانشینی کا یہی مفہوم قرین قیاس لگتا ہے، کیونکہ قرآن میں زمین کی خلافت کا ہی ذکر ہے عرش کی خلافت کا نہیں، اگر عرش کی خلافت کا ذکر ہوتا تو رائج ''خلافت الٰہیہ'' کے مفہوم کی گنجایش نکل سکتی تھی۔

مذکورہ بارہ آیات کریمہ کی روشنی میں ہی سورۂ بقرہ (مدنیہ) کی آیت خلافت 'وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً' کا مفہوم سمجھا جاسکتا ہے، چنانچہ کئی مفسرین کرام نے بھی یہی معنی لیا ہے، امام ابن کثیر کہتے ہیں:

۱۶؎ فتح القدیر فی تفسیر القرآن العزیز، المجلد الرابع، مکتبہ المعارف، الریاض، ص ۴۲۹۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً أي قومًا يخلف بعضهم بعضًا قرنًا بعد قرن وجيلًا بعد جيل كما قال تعالىٰ (هو الذى جعلكم خلائف الارض) وقال (ويجعلكم خلفاء (الارض)) وقال (ويجعلكم خلفاء الارض وقال ولو نشاء لجعلنا منكم ملائكة فى الارض يخلفون) وقال (فخلف من بعدهم خلف)۔[۱۷]

''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، یعنی ایسے لوگوں کو آباد کرنے والا ہوں جو ایک کے بعد ایک اور نسل در نسل ایک دوسرے کی جگہ لیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہی ہے جس نے تم کو زمین پر اگلوں کا خلیفہ بنایا'' اور فرمایا: ''اور وہ تم کو زمین پر اگلوں کا نائب بناتا ہے'' اور فرمایا: ''اور اگر ہم چاہتے تو تم میں فرشتے بنا دیتے جو پہلوں کی جگہ لیتے'' اور فرمایا: ''ان کے بعد وہ لوگ آئے جو ناخلف ثابت ہوئے''۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ ابن کثیر کی اپنی راے تو یہی ہے۔ اس کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد انھوں نے اس مسئلہ میں دوسرے مفسرین کی آرا اس سرخی کے ساتھ بیان کی ہیں: 'ذکر أقوال المفسرين ببسط ما ذكرناه'۔ اس میں ابن جریر طبری کا وہ قول بھی ہے جس میں انھوں نے انسان کو اللہ کا خلیفہ قرار دینے والی راے کا ذکر کیا ہے۔ متاخرین میں علامہ شبیر احمد ازہر میرٹھی نے بھی اپنی گراں قدر تفسیر ''مفتاح القرآن'' میں اس آیت کریمہ کی یہی توضیح فرمائی ہے۔ واضح رہے کہ علامہ کی تفسیر کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے تفسیری روایات کی روایتاً و درایتاً تحقیق و تنقید کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

'وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً': ''اور اے نبی یہ واقعہ سن کہ تیرے رب نے جب فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ، یعنی جانشینی کے ساتھ آباد رہنے والی مخلوق کی حیثیت سے رکھنے والا ہوں''۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے طے کر لیا ہے کہ نوع انسانی نسل در نسل زمین میں آباد رہے گی۔ یہاں 'جَاعِلٌ' کے معنی ہیں: رکھنے والا۔ 'جعل' کا رکھنے کے معنی میں استعمال معروف ہے۔ چنانچہ سورۂ یوسف میں ہے 'جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ' (یوسف نے اپنے بھائی کے اسباب میں جام شاہی رکھ دیا) اور بقرینۂ سیاق یہاں 'جَاعِلٌ' کا مفعول اول، یعنی الانسان مقدر ہے۔...... نفیس لغوی بحث اور قرآنی شواہد کے ذکر کرنے کے بعد آگے فرماتے ہیں: ''انسان، بشر، آدمی کی طرح خلیفہ بھی نوع بنی آدم کا لقب ہے۔ یہ لفظ اس نوع کی ایک خاص اور امتیازی صفت کو ظاہر کرتا ہے، وہ یہ کہ روئے زمین پر جتنی بھی مخلوقات محسوسہ پائی جاتی ہیں، ان میں صرف انسان ہی وہ مخلوق ہے جو جانشینی کے تسلسل کے ساتھ یہاں آباد ہے اور قیامت تک رہے گی۔ یہ جانشینی، یعنی پچھلوں کا اگلوں کی جگہ آباد اور

۱۷؎ تفسیر القرآن العظیم ابن کثیر صفحہ ۶۹ طبع المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

متاخرین کا متقدمین کے مقام کو لیتے رہنا افراد کے لحاظ سے بھی ہے، دین و مذہب میں بھی ہے اور علم و ہنر میں بھی، رنگ ڈھنگ میں بھی ہے اور اخلاق و عادات میں بھی'' وغیرہ وغیرہ...... مزید فرماتے ہیں: ''صرف انسان ہی وہ مخلوق ہے جو نسل و نسب کے بعید ترین رشتوں کو بھی ملحوظ رکھتی ہے۔ اخلاف اپنے اسلاف کی مادی املاک کے بھی وارث ہوتے ہیں اور اکثر ان کے معنوی اوصاف کے بھی حامل بنتے ہیں پس انسان ہی وہ مخلوق ہے جس میں خلافت و توارث اور جانشینی کا طریقہ فطری طور پر پایا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اسی معنی کے لحاظ سے انسان کو 'خلیفہ' اور انسانوں کو 'خلائف' اور 'خلفاء' کہا گیا ہے۔ لیکن شروع سے آخر تک قرآن کریم میں انسان کو خلیفۃ اللہ نہیں کہا گیا حتیٰ کہ کسی نبی کے لیے بھی یہ لفظ نہیں آیا۔ داؤد علیہ السلام کے متعلق یہ ارشاد ہوا ہے: 'یا داؤد انا جعلناك خليفة فی الارض' (اے داؤد علیہ السلام ہم نے تجھے اس سرزمین میں خلیفہ بنایا ہے)، یعنی سلطنت میں طالوت کا اور نبوت میں حضرت شمویل علیہ السلام کا جانشین۔ اس کا ترجمہ یہ نہیں ہے کہ ''اے داؤد ہم نے تجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔'' جن مترجمین نے یہ ترجمہ کیا ہے غلط کیا ہے۔ اس میں 'اپنا' کا لفظ بالکل غلط اضافہ ہے۔ اسی طرح یہاں 'اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً' کا یہ ترجمہ بالکل غلط ہے کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ ہاں اگر 'خليفتي' یا 'خليفة لي' ہوتا تو یہ ترجمہ صحیح قرار دیا جاتا'' (تفسیر مفتاح القرآن، جلد اول صفحہ ۱۱۰، علامہ شبیر احمد ازہر میرٹھی طبع مکتبہ ازہریہ میرٹھ)۔ ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں خلیفہ کا یہی مفہوم صحیح قرار دیا ہے۔ حضرت حسن بصری سے بھی امام طبری نے یہی قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: 'خليفة: الذين يخلف بعضهم بعضاً'[18]۔

مولانا محمد جوناگڑھی نے اس آیت: 'اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً' کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں''...... اس کی تفسیر میں مولانا صلاح الدین یوسف یوں فرماتے ہیں[19]: ''خلیفہ سے مراد ایسی قوم ہے جو ایک دوسرے کے بعد آئے گی اور یہ کہنا کہ انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے غلط ہے''۔ تقریباً اسی سے ملتا جلتا مفہوم مفسر موصوف نے سورۂ یونس میں آئے فقرہ 'خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ' (۱۴) کا بیان کیا ہے۔ ''خلائف، خلیفہ کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں گذشتہ امتوں کا جانشین یا ایک دوسرے کا جانشین''، ص ۶۴۔ راقم سطور اپنے محدود مطالعہ اور اپنی علمی بے بضاعتی کے اعتراف کے باوجود یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ خلیفہ اور خلافت کے سلسلہ میں مذکورہ بالا تین مفسرین کرام کا مفہوم ہی بے غبار اور قرآن و

۱۸؎ طبری بحوالہ تفسیر مفتاح القرآن جلد اول صفحہ ۱۱۰۔

۱۹؎ ملاحظہ ہو: صفحہ ۱۷ ترجمہ و تفسیر مولانا جوناگڑھی شائع کردہ شاہ فہد قرآن کریم کمپلیکس۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.org

سنت سے زیادہ ہم آہنگ معلوم ہوتا ہے۔ خلیفہ وخلافت کے سلسلہ میں مروجہ مفہوم روح شریعت سے بعید معلوم ہوتا ہے، کیونکہ کتاب وسنت میں اس کی کوئی منصوص دلیل نہیں، جو کچھ بھی ہے، وہ مفسرین کا اپنا استدلال اور استنباط ہے۔ اوراس کی حیثیت بس ایک اجتہادی راے کی ہوگی۔ اس کو امت کی اجماعی راے بتانا درست نہ ہوگا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"